اشاعۃ السنۃ

نمبر ۲ جلد ۴

ولادت مسیح علیہ السلام

اِس مسئلہ مین آنریبل سیّد احمد خان صاحب بہادر نے غضب کیا ہے قرآن وحدیث دونون کو طاق مین رکھدیا اور مضمون سہ چہ دلاورست دُزدی کہ بکف چراغ دارد کا جلوہ دکھایا تفسیر پر تفسیر مین حضرت مسیح علیہ السلام کا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہونا بیان کیا اور جبکہ اسکے ثبوت مین کھا ہے اُسمین تزویر و تحریف کے سوا کچھ نہین کیا۔ ہم خلاصہ عبارت جناب اِس مقام مین نقل کرتے ہین پھر تفصیل اُسکا جواب دیتے ہین۔ اصل عبارت جناب مین بہت تطویل تھی وضع ذاک دہ بے ترتیب و پراگندہ تھی۔ اِسلئے ہم نے بنظر اختصار و افہام ناظرین اُسکا خلاصہ اپنی عبارت مین نقل کیا ہے جسکو توافق مین شک ہو وہ اصل تفسیر کو دیکھ سکتا ہے آپ نے مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین پہلے عقلی بحث کی ہے پھر نقلی۔ نقلی بحث پہلے انجیل اور اسکے حواشی سے کی ہے پھر قرآن سے اور کوئی بحث جناب کذب و مغالطہ سے خالی نہین ہے۔ ہم ہر ایک بحث کے مطالب کو علیحدہ علیحدہ نمبروار نقل کرتے ہین پھر نمبروار اُن کے جوابات قلم مین لاتے ہین۔

بحث عقلی

۱۔ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین نہ خدا کی کمال قدرت کا اظہار منصور ہے اِسلئے کہ خدا نے آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور بہت قسم کے حیوانات بغیر توالد و تناسل پیدا کرتا ہے پھر مسیح کے بغیر باپ پیدا کرنے مین اظہار کمال قدرت کیا ہوا؟

۲۔ اور اگر اسکو دوسری طرح پر اظہار کمال قدرت کہو تو یہ بھی نہین ہو سکتا۔ اِسلئے کہ اس صورت مین چاہئے تھا کہ یہ امر واقع ہوتا اور اسمین کسیکو شک و شبہ نہ رہتا۔

۳۔ اور نہ یہ معجزہ ہو سکتا ہے اِسلئے کہ معجزہ بمقابلہ منکرین نبوت ہوتا ہے اور قبل پیدائش مسیح منکر

Digitized by Khilafat Library

کون تہا - اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو انکی پیدایش مین درد زہ وغیرہ عوارض حمل کا وجود نہوتا اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو مریم کا ہوتا نہ مسیح کا -

بحث نقلی از انجیل و حواشی آن

اس بحث مین آپنے پراگندہ طور پر جیسی باتین کہی ہین جن باتون کا مدار و مآل صرف چار امر ہین جنکو امور مفتح طلب کہا جاسکتا ہے - ہم آپ کی پراگندہ تقریرات سے اولاً ان امور اربعہ کو منتخب کرتے ہین پہر انکے مویدات و شواہد کو معرض نقل مین لاتے ہین -

(۱) مسیح کا داؤد کا بیٹا ہونا ضروری ہے اور وہ بغیر اسکے کہ وہ یوسف کے تخم سے ہو ثابت ہونا ناممکن ہے -

(۲) ابتدا مین مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا کسی عیسائی کو خیال و اعتقاد نہ تہا حتی کہ حواریین مسیح نے بہی اس امر کو نہین جانا یہہ امر صرف مریم اور یوسف کے دلون مین مخفی تہا یہان تک کہ مریم نے مسیح کے مرنے سے جی اُٹہنے کے بعد ظاہر کیا اس سے پہلے سب کوئی مسیح کو یوسف کا بیٹا کہتا اور جانتا تہا

(۳) مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون کی تقلید سے ہوا ہے وہ لوگ نہایت بزرگ اور مقدس اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے چنانچہ افلاطون - و فیثاغورس وغیرہ کو خدا کا بیٹا کہا کرتے - جب حواریون کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پہیلانا مد نظر ہوا تو حضرت عیسی کو اس لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا جو ان لوگون کے خیالات سے مناسب تہا جنکے لئے انجیلین لکہی گئی تہین اسلئے ہمارے نزدیک وہ انجیلین حضرت عیسیٰ کی ولادت کی نسبت اُن خالص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہین ہوسکتین * * * * * * پہر زمانہ کے گزرجانیکے بعد یہہ خیال جس سے عیسی کو خدا کا بیٹا کہا گیا تہا محو ہوگیا اور مسیح کو حقیقۃً خدا کا بیٹا سمجہا گیا - اور اسکے ساتہہ یہہ بہی قرار دیا گیا کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے تہے - اُنکی ضد سے یہودیون نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہین - یہہ اتہام سلسس نے جو تیسری صدی مین تہا کیا تہا -

(۴) بقول حوارین وعیسائیون کے حضرت مریم کی یوسف نجار سے منگنی ہو چکی تھی اور شریعت یہودی مین رسم تھی کہ منگنی کے بعد مرد عورت کو دیکھنے اور مباشرت کرنے کا مجاز ہو جاتا اور بعد منگنی اور قبل رخصتی اُس سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ بھی ناجایز تصور نہ ہوتی شاید خلاف رسم ہونیسے معیوب گنی جاتی ہوگی بناءً علیہ یوسف حضرت مریم سے ہم بستہ ہوا اور اُس سے حضرت مسیح کا حمل ہوا (نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا)

امر اول کے ثبوت وتائید مین آپ نے نسب نامہ انجیل متی کا حوالہ دیا ہے جسمین مسیح کو ابن داؤد وابن ابراہیم کھا ہے اور یہہ انجیل لوک باب اول درس ۲۷ سے نقل کیا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر داؤد کی نسل سے تھا۔ پہر فرمایا ہے کہ اگر کھا جاوے کہ مان کے سبب سے اُنکو داؤد کی نسل سے قرار دیا گیا ہے تو یہہ بات دو وجہہ سے غلط ہے۔ اوّل اِسلیے کہ یہودی شریعت مین عورت کیطرف سے نسب قایم نہین ہو سکتا۔ دوسری یہہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہین ہے۔ پہر وجہہ دوم پر بہت زور دیا ہے اور بزعم خود ثابت کر دیا ہے کہ مریم علیہا السلام داؤد کی نسل سے نہین ہے ؛

امر دوم کے ثبوت وتائید مین آپنے پادری رچارڈ واٹسن صاحب کا قول نقل کیا ہے جسکا حاصل وہی ہے جو امر دوم کا عنوان ہے پہر اخیر بحث مین انجیل وغیرہ کے مواضعہ ذیل سے استشہاد دکھا ہے۔ انجیل متی باب اول درس ۱۶۔ ایضاً باب ۱۳ درس ۵۵۔ انجیل لوک باب ۲ درس ۲۷ و ۳۳ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۸۔ انجیل یوحنا باب ۶ درس ۴۲۔ ایضاً باب اول درس ۴۵ جنمین مسیح کو یوسف کا بیٹا اور یوسف کو مسیح کا باپ لکھا ہے۔ اعمال حوارین باب ۲ درس ۳۰ جسمین وارد ہے کہ خدا نے داؤد سے کہا کہ مین تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا۔ اور رومیان باب اول درس ۳ جسمین یہہ لکھا ہے کہ مسیح جسم کے حق مین داؤد کے تخم سے پیدا ہوا۔ **آیات انجیل** متی ۱۔ ۱۶ و لوک ۲۔ ۴ کے ذیل مین آپ نے تھوڑی سی **یونانی** بھی خرچ کی ہے جس سے بزعم خود یوسف کا باپ ہونا اور مسیح کا بیٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بذیل آیات متی ۱۔ ۱۶ کے کہا ہے کہ جن نسخون مین حضرت عیسیٰ کا صرف مریم سے پیدا ہونا بیان کیا ہے انمین تغیر ہوا ہے۔ اِس تغیر کا سبب بھی خیالات مین

جو یونانیون مین مذہب عیسوی پہیلانے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔

پہر فرمایا ہے لوک کی انجیل باب ۲ درس ۳۳ کے موجودہ نسخون مین یہہ لفظ ہین "تب یوسف اور اُسکی مان" مگر اِس مقام پر بہی اُسی خیال سے تغیر کیا ہے۔ ڈاکٹر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کرکے چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک ۱۸۰۶ء اور شنڈوف کی چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ ۱۸۴۹ء اور ردمن وگنٹ کے ترجمہ انگریزی مین یوسف کا نام نہین ہے۔ بلکہ اُسکا باپ اور اُسکی مان لکہا ہے اور ٹروٹوپ نے یونانی انجیل کے شرح مین اُسی کی تصحیح کی ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے۔

امر سوم کے ثبوت و تائید مین آپنے کسی سند کو پیش نہین کیا صرف اپنے پیٹ کی بات یا دماغ کے وہم و خیال کو کافی دلیل سمجہکر اتنا کہدیا کہ یونانی زبان مین عیسائی دین پہیلانے کے لئے عیسیٰ کو بیٹے کا لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا اسی لفظ ہوگا سے ناظرین کو قوت استدلال جناب کا اندازہ کرنا ہوگا۔

ایسا ہی امر چہارم کے ثبوت مین آپنے کوئی سند پیش نہین کی صرف کیتھولیسکلوپیڈیا سے منگنی کا یہہ دستور نقل کیا ہے کہ شوہر اور زوجہ مین اقرار ہوجاتا تہا کہ اِس قدر میعاد کے بعد شادی کرینگے۔ پہر اسپر ایک یہہ حاشیہ چڑہایا ہے کہ یہہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے ذریعہ سے گواہون کی موجودگی مین ہوتا تہا جسطرح کہ ہم مسلمانون کے ہان نکاح خط لکہا جاتا ہے یا بغیر تحریر کے اِس طرح پر ہوتا تہا کہ مرد عورت کو گواہون کے سامنے ایک ٹکڑہ چاندی دیدیتا تہا اور یہہ لفظ کہتا تہا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑہ اِس امر کی کفالت مین قبول کر کہ اتنے دنون بعد تو میری زوجہ ہوجاویگی

دوسرا حاشیہ یہہ چڑہایا ہے کہ یہہ معاہدہ حقیقت مین عقد نکاح تہی صرف زوجہ کا گہر مین لانا باقی رہتا تہا۔ اور وہ اس میعاد پر ہوتا تہا جو اِس معاہدہ مین قرار پاتی تہی۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسیکہ مسلمانون مین فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ فی الفور گہر مین نہین لائی جاتی یا جیسیکہ اب بہی بعض فرقہ مسلمانون مین نکاح پر تحریر نکاح خط عمل مین آتا ہے اور

زوجہ کا شوہر کے گھر مین بھیجا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے۔

تیسرا حاشیہ یہہ کہ یہودیون کے ہان اِس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہوجاتے تھے اور پھر بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اِس مدت کے بعد بھیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جسپر جواز تزویج منحصر ہو عمل مین نہین لاتی تھی یہانتک کہ اگر بعد اِس رسم کے اور قبل رخصت کرنیکے اُن دونون سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ ناجایز اولاد تصور نہین ہوتی تھی بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جایز متصور ہوتی تھی۔ شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونون کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔ پہر اِس حاشیہ سوم کے ثبوت مین فرمایا ہے امر مذکور کا ثبوت کیتھولیکلوپیڈیا سے بھی ظاہر ہوتا ہے اسمین لکھا ہے کہ جب یہہ ہوجاوے شادی کا یہودیون مین ہوجاتا تھا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے مجاز ہوتے تھے جسکی آنکو پہلے اجازت نہین ہوتی تھی۔ اور اسی کتاب مین لکھا ہے ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے مین یہہ حکمتین کہی تھین۔ اول یہہ کہ ان پیغمبر مشروع اولاد ہونیکا طعنہ عاید نہ ہو۔ دوم یہہ کہ والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہ ہون سوم یہہ کہ یوسف کا نسب نامہ سے جنکا رشتہ دار مریم تھین مریم کا نسب نامہ ظاہر ہوجاوے چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت مین کوئی مربی اور سرپرست ہو۔

اِن حواشی سے آپکے مطلب یہہ نکالا ہے کہ یوسف مریم سے اُسکے گھر جاکر حاجت روائی کرتا ہوگا اور اُسی سے مریم کو حمل ہوگیا ہوگا۔ اور جو اُسکے برخلاف انجیل متی مین آیا ہے کہ مریم یوسف سے ہم بستر ہونیسے پہلے حاملہ پائی گئی اسی مین سے **قبل ہم بستر ہونیکا** لفظ خود بڑہ کر کے باقی مضمون کے جواب مین کہا ہے کہ متی کی انجیل مین جو یہہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہین تو اُنکے چہوڑ دینے کا ارادہ کیا اور اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اسکا سبب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہوجانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جسکی سبب سے ایسا خیال کیا ہوگا۔ اِس قول مین بھی لفظ ہوگی اور ہوگا پر ناظرین کو خیال کرنا

بحث نقلی از قرآن

اِس بحث مین آپ مدعیانہ چال نہین چلے بلکہ مجیبانہ و معترضانہ طرز اختیار کی ہین اور اسمین بھی کذب و مغالطہ کی پوری داد دی ہے۔ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا آپ نے کسی آیت قرآن سے ثابت نہین کیا بلکہ ان آیات کا جنسے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے جواب دیا ہے اور اُس جواب مین کذب† اور ہوگا اور ہوگی اور ممکن ہے اور کیا تعجب ہے سے کام لیا ہے۔ چونکہ یہ بحث جواب استدلال اہل اسلام ہے اِسلئے قبل تفصیل اس استدلال کے اِس بحث کا نقل کرنا مناسب نہین ہے جہان اُن آیات سے استدلال کیا جاویگا وہین آپ کے جواب اور مستندات اکاذیب اور ہوگا اور ہوگی کو نقل کرکے اُسکا جواب دیا جاویگا۔ یہہ آپ کے بیان بلاضبط و بے برہان کا خلاصہ ہے اَب اُسکا جواب دیا جاتا ہے

† اِس کذب کی مثال ایکہ یہہ بات ہی جو آپنے تفسیر سراپا نذیر کے صفحہ ۳۳ سطر ۴ مین فرمائی ہے کہ فرشتہ کا مریم کو لڑکے کی بشارت دینا اور اسکے جواب مین مریم کا یہہ کہنا کہ مجھے تو ان نے ہاتھہ ہی نہین لگایا پھر میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ یہہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ مریم کو کسی مرد نے نہین چھوا تھا۔ بلکہ غالباً اُن کا خطبہ یہی یوسف سے ہوا تھا۔ یہہ آپکا کہنا اِسلئے کذب ہے کہ انجیل لوک باب اول نمبر ۲۶ و ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ جبوقت فرشتہ نے مریم کو بشارت دی تھی۔ اُسوقت یوسف کی مریم سے منگنی ہو چکی تھی۔ چنانچہ اصل عبارت انجیل کے بضمن جواب بحث نقلی از انجیل عنقریب آتی ہے۔

(**عذر**) یہنے جناب مخاطب کی کلام مین بہت جگہہ کذب پایا مگر اوّل کبھی کذب کو آپ کی طرف نسبت نہ کیا۔ مگر جب وہ کذب اِس حد تک پہنچ گیا کہ اِسمین کلام الٰہی کا صریح مقابلہ ہونے لگا تو ناچار حمیت ایمانی نے مجھے اِس نسبت کرنے مین مجبور کیا۔ آپکے حواریون اور اتباع کو اسپر جوش آوے تو وہ مجھہ مجبور و معذور سمجھکر معافی دین اور اِس جوش کو جناب مسیح ہی پر نکالین اور آپ سے دریافت کرین کہ اُن یوسف کا مریم سے خطبہ ہونا آپنے کس کتاب الہامی یا کس کتاب یا زبنی سے اخذ کیا ہے جسکے سبب ظاہر قرآن و انجیل لوک کا خلاف کیا۔ اگر جناب مسیح اسکی سند مقبول بتائینگے تو ہم **علیگڈھ** مین حاضر ہوکر آپ سے معافی کرائینگے اور اگر آپ بھی اسکی سند بیان کرینگے

جواب بحث عقلی

نمبر اول کا وہی **جواب** ہے جو آپ کو سوجھا ہے اور اسکو نمبر ۲ مین بیان فرمایا ہے پھر جو اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس صورت مین چاہیے تھا کہ وہ امر واضح ہوتا اسمین کسیکو شک و شبہ نہ رہتا۔ اس کے جواب دو ہین۔

اول (جو ظاہر قرآن پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ بے شک مسیح ظاہر اور علانیہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے جسکو اہل ایمان و انصاف نے مان لیا اور منکرون نے اسی سبب سے حضرت مریم کو تہمت زنا متہم کیا اور صاف کہدیا اے مریم تو یہہ بھتان لائی نہ تیرا باپ بُرا تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (یعنی پھر تو بلا خاوند یہہ بچہ کہاں سے لائی)

یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا خت هارون ما کان ابوك امرسوء وما کانت امك بغیا۔ (مریم ۲۶)

اور شکوک منکرون کا تو مشاہدات یقینہ سے بھی رفع نہین ہوتا جب منکرون نے کسی روشن نشانی کو دیکھا تو ھذا اسحر مبین ہی کہا چنانچہ قرآن مین جا بجا منقول ہے۔

جواب دوم (جو ظاہر انجیل کے تسلیم پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ گو یہہ امر اور دون پر ایک مدت تک مخفی رہا مگر حضرت مریم اور یوسف کو تو معلوم تھا اور اہل تسلیم و ایمان کے سامنے ظہور کمال قدرت الہی کے لئے صرف مریم صدیقہ کا بیان کافی ہے۔ بہت سے عجائبات و کمالات قدرت الہی ابتداء پیدائش و عالم برزخ و عالم آخرت کی ایسی ہین جنکو اور کسینے نہین دیکھا صرف انبیاء نے بیان کیا اور اہل ایمان نے مان لیا۔ رہے منکر سو انکا ماننا تو مشاہدات عامہ کو بھی ناممکن ہے۔

جواب نمبر ۳ یہہ ہے کہ قبل وجود دنیا یا نبوت نبی بھی معجزہ کا وجود ممکن بلکہ واقعہ ہے اگرچہ اسپر معجزہ کا اطلاق اُسیوقت ہوتا ہے جبکہ دعوی نبوت وقوع مین آتا ہے۔ انجیل لوک باب اول عدد ۴۱ یحیی کا حمل مسیح کے لئے اوچھلنے کا قصہ اسپر گواہ ہے اور حدیثون مین بہت سی خوارق اس امر کے مویدہ شاہد موجود ہین۔ جیسے قبل نبوت آنحضرت صلعم کیطرف درختون کا سجدہ کرنا اور ایک پتھر کا

† دیکھو جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ ۱۲۸۲ھ صفحہ ۲۲۳

آنحضرت صلعم کو سلام کرنا اور اُنہی قسم کے اور صدہا نظایر ہین **پیشین گوئی** جو اہل مذہب کے نزدیک ثبوت نبوت کے لئے ایک عمدہ دلیل ہے وجود نبی سے پہلے ہی ہوتی ہے اور اسیکی معجزات سے شمار کیجاتی ہے۔ اور **پیدایش** مسیح مین دروزہ وغیرہ عوارض عادیہ کا پایا جانا اسکو معجزہ ہونیسے خارج نہین کرتا۔ **معجزہ** کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ اسکا کوئی امر یا متعلق عادت کے موافق نہ ہو۔ دیکھو عیسائیون کے اعتقاد مین مسیح نے پانچ جو کی روٹیون سے پانچہزار آدمیون کو سیر کردیا۔ یا مسلمانون کے اعتقاد مین آنحضرت صلعم نے ایک روٹی سے اسّی آدمیون کو سیر کردیا۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۸ منقول ہوا تو ان مواضع مین کثرت و زیادت طعام معجزہ ہی باوجودیکہ اسکا متعلق یعنے روٹی ایک امر عادی و معمولی ہے خدا چاہتا تو روٹی کے سوا کچھ بھی سیکور جادیتا مگر یہہ کام خلاف عادت اس نے اسی معمولی روٹی سے لیا۔

جواب بحث نقلی انجیل

اس بحث کا جواب دو طور پر ہے ایک جواب عیسائی اصول و مسلمات پر۔ دوسرا اسلامی اور قرآنی مسلمات پر۔ عیسائی اصول و مسلمات پر جواب بہ تفصیل ذیل ہے۔

جواب امر اول و دوم بلاریب انجیل وغیرہ مین مسیح کو یوسف اور داؤد اور ابراہیم کا بیٹا کہا گیا ہے مگر اسکا یہہ بھی انجیل مین وارد ہے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہونیکے پہلے روح القدس سے حاملہ پائی گئی اور وہ بکر اور کنواری حاملہ ہوئی۔ چنانچہ **متی باب ۱** مین ہے (۱۸) یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اُسکی ماں مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (۱۹) اُسکے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اسکی تشہیر کرنی نہ چاہ کے

+ دیکھو شفاء عیاض صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ بریلی سنہ ۱۲۸۶ھ جسمین بہت سے خوارق و معجزات پیدایش اور صغیر سنی آنحضرت کے نقل کئے ہین جیسے بوقت ولادت شریف بی بی آمنہ والدہ آنحضرت صلعم سے ایک نور ظاہر ہونا جسسے تمام مشرق و مغرب مین اُجالا ہو گیا تھا۔ اور اساس کسریٰ کے گہر مین زلزلہ واقع ہونا اور فارسیون کی آگ کا بجھ جانا جو ہزار سال سے کبھی نہین بجھی تھی۔ اور آپ پر بادل کا سایہ رہنا اور ایک خشک درخت کا آپکے نزول سے سرسبز ہو جانا وغیرذالک۔

ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے (۲۰) وہ اندیشون مین تہا کہ یکایک خدا کے فرشتے نے خواب مین اُسپر ظاہر ہوکے کہا اَے یوسف ابن داؤد تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس لیجانے سے مت ڈر۔ اِسلئے کہ اِسکا جو حمل ہے سو روح قدس سے ہے (۲۱) اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اُسکا نام یسوع رکہنا کہ وہ اپنے لوگون کو گناہ سے نجات دیگا۔ (۲۲) پس اِسیطرح جو کچہہ خداوند نبی کی معرفت سے کہا تہا پورا ہوا (۲۳) کہ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اسکا نام عمانوئیل رکہا جاویگا (۲۴) تب یوسف نے سو نیسے اُٹہہ کر جیسا کہ خداوند کے فرشتے نے کہا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہان لے آیا (۲۵) پر جب تک کہ وہ پہلا بیٹا نہ جنے اُسے نہ جانا اور اُسکا نام یسوع رکہا۔ اور انجیل لوک باب امین ہے (۲۶) چھٹے مہینے مین جبرئیل فرشتہ خدا کیطرف سے جلیل کے ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تہا (۲۷) ایک کنواری پاس جو یوسف نام ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منسوب ہوئی تہی بہیجا گیا اور اس کنواری کا

† انجیل مطبوعہ میل سوسائیٹی مرزپور ۱۸۵۱ء مین اسکی تعبیر یون الفاظ ہوئی ہے ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانیسے تہا منگنی ہوئی تہی اور اس کنواری کا نام مریم تہا۔ یہہ وہ عبارت ہے جسکا ذکر دوعدد نقل حاشیہ ۳۵ مین ہوا ہے۔ یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ اسوقت مریم کی یوسف سے منگنی ہوچکی تہی۔ اسمین مریم اور یوسف کے اسوقت کے حالات وصفات کا ذکر ہے کہ یوسف ایسا تہا اور مریم ایسی۔ یوسف کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ داؤد کے گہرانیسے تہا اور مریم کی تین صفتین کہ وہ کنواری تہی اور اسکا نام مریم تہا۔ اور اسکی یوسف سے منگنی ہوئی۔ ان تین صفت اول ودوم تو بلانزاع اسیوقت کے حالات مین جبکہ فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تہی۔ ایسی ہی صفت سوم اس وقت کی حالت ہونی چاہیے یہہ اسوقت کی حالت نہ ہوتی تو صفت اول ودوم حالا سابقہ کے سلسلہ ذکر نہ کیجاتی۔ یہہ اس عبارت کے ظاہری معنے ہین اور جو اُسکے ظاہر کو نمانے اور انہین یہہ تاویل کرے کہ صفت سوم پچھلے وقت کی حالت ہے تو اسپر کسی الہامی یا تاریخی کتاب سے اس امر کا ثبوت دینا واجب ہے۔

مام مریم تھا (۲۸) اُس فرشتہ نے اُس پاس آکے کہا اے پیارے سلام خداوند تیرے ساتھ تو عورتوں مین مبارک ہے (۲۹) وہ اسے دیکھ کے اسکی بات سے گھبرا سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے (۳۰) تب فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریم مت ڈر کہ تو خدا کے پاس پیارہی ہے (۳۱) اور دیکھ تو حاملہ ہوگی بیٹا جنیگی اور اسکا نام یسوع رکھیگی (۳۲) وہ بزرگ ہوگا اور خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (۳۳) اور ہمیشہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہی کریگا اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی (۳۴) تب مریم نے فرشتہ سے کہا مین مرد کو نہین جانتی ہون تو یہہ کیونکر ہوگا (۳۵) فرشتہ نے اُسے جواب مین کہا روح قدس تجھہ پر نازل ہوگی اور تجھپر اللہ تعالی کی قدرت کا سایہ ہوگا۔ اسلئے وہ پاک فرزند جو تجھسے پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا۔ (۳۶) اور دیکھہ تیرے رشتہ دار الیشع کو بھی بڑھاپے مین بیٹے کا حمل ہے اور اُسکے حمل کا جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینا ہے (۳۷) کہ خدا کے آگے کچھہ ناممکن نہین ہے۔ اور صحیفہ یشعیاہ باب درس ۱۴ مین ایک کنواری حاملہ ہوگی وہ بیٹا جنیگی اُسکا نام عمانوئیل رکھیگی۔ ان آیات مین یہہ کہنا کہ مریم پہلے ہم بستر ہونے کے حاملہ پائی گئی اور وہ کنواری اور باکرہ حاملہ ہوئی۔ اور بجواب اس استبعاد مریم کے کہ میرے کیونکر بیٹا ہوگا فرشتہ کا یہہ جواب دینا کہ یہہ امر خدا کے آگے ناممکن نہین اور اسکی نظیر مین ایک ایسا ہی خلاف عادت امر (بانجھ کے حاملہ ہونے) کو پیش کرنا اور یہہ نہ کہنا کہ یوسف (جو تیرا خاوند ہو چکا ہے یا آیندہ ہونے والا ہے) کے نطفہ سے لڑکا پیدا ہوگا صاف یقین دلاتا ہے کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا اسلئے اُن آیات کی جنمین مسیح کو یوسف و داؤد کا بیٹا کہا ہے باین طور تاویل واجب ہے کہ وہان بیٹے سے شرعی اور سببی بیٹا مراد ہے نسبی اور صلبی بیٹا مراد نہین ہے اور چونکہ یوسف بوقت پیدایش مسیح مریم کا شوہر ہو چکا تھا اور زوجہ کے بیٹے کو شوہر کا بیٹا شرعاً کہا جا سکتا ہے اسلئے مسیح کو یوسف کا بیٹا کہا گیا اور اسی نظر سے اُسکو داؤد کا بیٹا کہا گیا۔

† جن معنی کر مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اسکا بیان عنقریب بصفحہ (۴۵) آتا ہے۔

اور جن لوگوں نے بیٹے کو حقیقی اور صلبی بیٹے کے معنی میں سمجھا اونہوں نے اسکا ترجمہ تخم یا پشت یا نسل سے کیا اور غلط فہمی سے اصلی معنی مرادی کو دوسرے معنی غیر مراد سے بدل دیا۔ یہہ تبدل و تغیر تجویز کرنا ہمارا ایسا ہے جیسا کہ آپنے درس ۱۶ باب انجیل متی اور درس ۳۳ باب ۲۔ انجیل لوک کی نسبت تجویز کیا اور کہا کہ اصل نسخوں میں یہاں لفظ باپ تھا مگر یونانیوں میں عیسائی دین پھیلانے کے خیال سے تغیر ہوا آپ کی تجویز اور ہماری تجویز میں اتنا فرق ہے کہ آپ عمداً یونانیوں کی خاطر سے اسمیں تغیر تجویز کرتے ہیں اور ہم خطاً نافہمی انکے سبب تغیر تجویز کرتے ہیں اور اگر ہم یہہ تاویل نہ کریں اور آیات متمسکہ جناب کو ظاہری معنی پر حمل کر کے مسیح کو یوسف کے نطفہ سے اور حقیقۃً داؤد کی نسب یا نسل یا تخم قرار دیں تو آیات انجیل متی وغیرہ کا جس سے ہمنے تمسک کیا ہے کچھہ مطلب نہیں بنتا اسیواسطے آپنے یہی اس فقرہ انجیل متی کا کہ وہ حمل ہمسر ہونیکے حاملہ پائی گئی" کچھہ مطلب نہیں بتایا بلکہ باوجودیکہ اسکے بعد و ماقبل کو ثبوت امر چہارم کے

† اُن آیات اعمال حواریین اور نامہ رومیوں کا جواب ہم جسمیں مسیح کا داؤد کے تخم یا نسل سے ہونا بیان کیگیا ہے جو آپنے انجیل متی باب ۱ درس ۱۶ میں یونانی صحیح کر کے مسیح کا یوسف سے پیدا ہونا بزعم خود ثابت کیا ہے یہہ بیجا اظہار یونانی دانی کے کچھہ ثمرہ نہیں بخشتا۔ یونانی کون سی انجیل کے اصلی زبان ہے کہ وہ انگریزی وغیرہ انجیلوں کی نسبت زیادہ بہرہ وسند اعتبار کے لایق ہو سکے۔ وہ تو ہی جو بحسب اعتراف جناب (صفحہ ۲۰ جلد ۱ تفسیر تجویز کی) عہد اول انجیل کا ایک ترجمہ ہے جسکا نہ ترجمہ معلوم ہے کہ کون تھا اور کہاں ہوا اور نہ زمانہ معلوم ہے کہ کب گیا۔ اسپر اس ترجمہ یونانی سے ماتھہ مارنا کیا فایدہ دیتا ہے اور اگر بہر حال آپ کے نزدیک یونانی کا ترجمہ صحیح ہے تو لوقا ۳۳ باب ۲۔ انجیل لوک کو کیوں یونانی سے نہ لیا اسمیں ترجمہ انگریزی رومن کلکٹ وغیرہ پر اعتماد کیا اور یونانی انجیل مطبعہ یونیورسٹی میل سوسائٹی کے صحیح ۱۸۳۸ء کا لحاظ نہ فرمایا جسمیں بجائے لفظ باپ لفظ یوسف موجود ہے اور انگریزی انگریزی ترجمہ پر اعتماد کیا۔ کیونکہ کوئی خاص حکم آگیا ہے تو ترجمہ کنگ جیمز اور جینی اصل کو دکس انگلنڈ اور الوتھ گن مطبعہ شہر لیپزگ اور ترجمہ سیوزر صاحب مطبعہ شہر لیپزگ ۱۸۳۱ء اور ترجمہ جان برڈن مطبعہ شہر لندن ۱۸۲۹ء اور ترجمہ اسکاٹ صاحب ۱۸۲۹ء شہر لندن و ترجمہ ہنری ۱۸۲۰ء و بک نیا ہوتا جسمیں بجائے باپ یوسف کا نام درج ہے

دیل مین نقل کیا اور یوسف کے ارادہ مفارقت مریم کا ایک جعلی وخیالی سبب بتایا۔ مگر اس فقرہ متنازعہ فیہا کو خود دبرد کر لینا نہ اسکو نقل کیا اور نہ اُسکا کچھ مطلب بتایا۔ اس سے بھی یقین ہوتا ہے کہ درصورت تاویل نہ کرنے آیات متمسکہ جناب کے ان آیات کا کچھ مطلب نہین بنتا۔ پس **لامحالہ** اُن آیات کے **تاویل** واجب ہے یا ان آیات مین **کذب والحاق وتحریف لفظی** کا ماننا پڑتا ہے۔ اور یہہ **بات** نہ صرف عیسائیون کے برخلاف ہے بلکہ **اعتقاد وتحقیقات** جناب سے بھی **مخالف** ہے۔ آپنے تبین الکلام کی جلد اول صـ۶۶ مین بیان اقسام تحریف فرمایا ہے۔ اول یہہ کہ کتب مقدسہ مین کچھ لفظ یا عبارت اپنی طرف سے بڑہا دین۔ دوسری یہہ کہ اُن مین سے کچھ لفظ یا عبارت گھٹا دین۔ تیسری یہہ کہ لفظون کو بدل دین یعنی اصل لفظ نکال کر اُسکے بدلے اور لفظ داخل کرین۔ پہر صفحہ ۶۷ مین فرمایا ہے ہمارے مذہب موجب (خاص ذات شریف کو مراد کرتے ہین) پہلے تین قسمون کی تحریف کا کتب مقدسہ مین واقع ہونا ثابت نہین ہے پہر زعم خود بڑے زور شور سے اس بات کا جوابدیا ہے اور تفسیر نیچر کے صفحہ ۴ مین فرمایا ہے مین اسبات کا قایل نہین ہون کہ یہود یون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین لفظی تحریف کی ہے **اور اگر آپ** اس تحقیق سے اب انکار کرین اور انجیل مین تحریف لفظی کے قایل ہو جائین چنانچہ مضمون انجیل متی کے نسبت آپ کا یہہ کہنا کہ اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے اور نیز یہہ فرمانا کہ "وہ انجیلین حضرت عیسی کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات ظاہر کرنیکا ذریعہ نہین ہو سکتین" اسکی طرف شعر ہے تو اس سے ہمارا تو کچھ حرج نہین بلکہ بڑا فایدہ ہے اور بہت کام نکلتا ہے **مگر پہر آپ** کو ان انجیل سے مسیح کے تخم یوسف سے پیدا ہونے پر استدلال کرنا کب درست ہے آپ کے پاس وہ کونسا آلہ یا پیمانہ ہے جس سے انجیل متی کے مضمون (قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی) مین تحریف ثابت ہوتی اور اُن آیات کا جنمین مسیح کو یوسف کے تخم سے کہا ہے تحریف سے مبرا و محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو آپنے باستشہادت تول پادری رچارڈ والٹن صاحب کے کہا ہے کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ایسا مخفی راز کہ حواریون نے بھی نہین جانا یہہ محض **خلاف واقعہ** اور سرے سے کی جرأت ہے جو

حال پیدائش مسیح کا انجیل لوک دستی سے بیان ہوا ہے یہ متی حواری کا بیان ہے پر یہ کہنا کہ حواریوں نے اسکو نہیں جانا کیا معنی رکھتا ہے کیا متی آپ کے نزدیک حواری نہیں ہے یا جو کچھ انجیل متی میں پیدائش مسیح کی نسبت بیان ہوا ہے یہ متی کا قول نہیں ہے کسی پیچھے کے خدا کا بیٹا کہنے والے نے از خود ملا دیا ہے۔ یہہ بات اختیار کریں تو پھر آپ پر وہی سوال وارد ہے جو در صورت تحریف لفظی وارد کیا گیا ہے تمام انجیلوں کی شہادت کے سوے اس قدر مسلم ہے کہ مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ابتدا زمانہ پیدائش مسیح میں شہرہ عام نہ تھا صرف اخص خواص کو معلوم تھا سو اسکی وجہ یہہ ہو سکتی ہے کہ اس امر کی عام اشتہار میں مسیح اور مریم کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ تھا اگر عام یہودی اور خاصکر بادشاہ وقت (ہیرودیس) یہہ بات سُن پاتے کہ جو یوسف کی منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا ہے یوسف کے تخم سے نہیں ہے تو وہ حضرت مریم کو یہ تہمت بادکاری سنگسار کرتے یا حضرت عیسیٰ کو قتل کر ڈالتے۔ اسی خوف سے مریم اور یوسف نے اس امر کو مشتہر عام نہ کیا بلکہ جب نجومیوں کے خبر دینے پر ہیرودیس نے مسیح کی تحقیق کے لیے جاسوسوں کو مقرر کیا تو یوسف عیسیٰ اور مریم کو مصر کی طرف لے بھاگا۔

جواب امر سوم۔ آپ کا یہہ دعوی کہ مقدس اور بزرگ لوگوں کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یہودیوں میں مروج تھا۔ انہی کی تقلید سے حواریوں نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ایسا غلط و بے بنیاد ہے جیسہ ہم ثابت ہو گا اور ہوگی دلائل تخیلی جناب کے کوئی دلیل نہیں ہے۔ جناب من مقدس اور بزرگ لوگوں کو خدا کا بیٹا (یعنی محبوب و مقرب) تو عہد عتیق میں بہت جگہ لکھا گیا ہے تعجب ہے کہ آپ کو باوجود دعوی دیدن کہیں بنظر نہیں آیا۔

یرمیاہ باب ۳۱ نمبر ۹ میں افرائیم کو خدا نے پہلوٹھا بیٹا کہا ہے **زبور ۲** نمبر ۶ میں داؤد کو خدا نے بیٹا اور اپنے تئیں اسکا باپ (یعنی مربی و مہربان) **زبور ۸۹** نمبر ۲۶ و ۲۷ میں خدا نے اپنے تئیں داؤد کا باپ کہا ہے۔ **خروج** باب ۴ نمبر ۲۲ میں خدا نے اسرائیل کے حق میں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا بیٹا ہے (یعنی وجہ اول کا پیارا) اور **پیدائش** باب ۶ نمبر ۲ میں بہت لوگوں

کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ پھر آپ کا کہنا کہ حواریون نے یونانیون کی تقلید سے مسیح کو خدا کا بیٹا لکھا ہوگا باوجود دعوی ہمہ دانی کیا معنی رکھتا ہے **یہان** سے حضرت **عیسائی** ہی سمجھ فہم الفاظ سے کام لین اور غور کرین کہ جیسے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے جس سے بجز محبوب یا مقرب یا ملہم ہونے کے کچھ مراد نہین ہو سکتا۔ پھر عیسائیون نے بیٹا کہنے سے مسیح کا حقیقی بیٹا ہونا کیونکر ثابت کر لیا اگر بیٹے کہنے سے خدا کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو داؤد و اسرائیل کو کیون خدا کا حقیقی بیٹا نہین مانا جاتا

طرفہ یہہ کہ خود حواریون نے خدا کا بیٹا ایسے وسیع معنی مین استعمال کیا کہ کسی مناسبت کا داخل ہونا ممکن ہے۔ اعمال باب ۱۷ عہ ۲۹ مین پولوس مقدس نے اپنے تئین خدا کی نسل کہا ہے۔ رومیون باب ۸ عہ ۱۴ مین سب پیروان ہدایت روح کو خدا کا فرزند کہا ہے اور ۲ قرنتیون باب ۶ عہ ۱۸ مین پولوس مقدس نے خدا کو اپنا باپ کہا ہے ایسا ہی افسیون باب ۱ عہ ۳ مین ہے اور عبرانیون باب ۱۲ عہ ۱۰ مین بہت لوگون کو خدا کا فرزند کہا گیا ہے اور یعقوب باب ۳ عہ ۹ مین خدا کو اپنا باپ کہا ہے یوحنا باب ۱ عہ ۱۲ مین خدا کو باپ اور اپنے تئین خدا کا فرزند کہا ہے۔ انجیل متی باب ۵ عہ ۹ مین سب صلح کرنیوالون کو خدا کا فرزند کہا ہے باین ہمہ وسیع استعمال کے اگر حواریون کے کلام مین یا کہین عہد عتیق مین مسیح کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے تو اس سے مسیح کی کیا خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کا بیٹا متصور ہو۔ اس طرفہ پر طرہ یہہ کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہین وہی لوگ مسیح کو خود خدا بھی کہتے ہین یہہ نہین سمجھتے کہ ایک شخص خود اپنا ہی بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔

اس حیثیان کے ثبوت و بیان مین یہہ لوگ عجیب تقریرین پیش کرتے ہین اور مسیح کے خدا معبود برحق مالک قادر مطلق دلائل دلائل ہونیکے ثبوت مین عہد عتیق کے چند مقامات سے بہتہ مارتے ہین مگر واقع مین یہ بجز ظن و تخمین و تحریف و تاویل کوئی سند نہین رکھتے۔ ہمنے اپنی کتاب تفصیل الکلام کے باب ۲۱ مین مسیح کی نسبت ان صفات کا ادعا کیا ہے اور اسپر چند مقامات بیبل کا بطور تبرہ حوالہ دیا ہے لیکن اگر مسیح کے سچے حوالون کو محض حیلون اور تاویلون پر مبنی یا مؤید مقامات مین

جواب امر چہارم - بیان امر چہارم مین تو آپنے اس دلیری اور دریا دلی کے ساتھ کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے کہ کوئی حقیقہ اسکے دقایق سے فروگذاشت نہین کیا یہ کچھ فرمایا ہے اسمین دہوکا دیا ہے پہر آپکی دلیل سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوتا - آپنے کیتھولیکلوپیڈیا کی عبارت پر مغالطہ آمیز حواشی لگاکر اس سے کام لیا ہے ورنہ اصل عبارت متمسک جناب مین تو آپکی دعاوی کا نام و نشان بھی نہین ہے بلکہ اسکا خلاف ابطال بوجوہ دلیل پایا جاتا ہے -

(۱) اس عبارت مین منگنی کو صرف وعدہ نکاح کہا ہے اور اسکا عنوان یہہ بتایا ہے کہ اتنی مدت کے بعد تو میری زوجہ ہوگی جسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اس مدت کے پہلے وہ زوجہ نہین ہوتی آپنے بدست آویز نکاح خطا و غلط فہمی سے معاملہ دیانتہ اس منگنی کو دم نقد نکاح ٹہرادیا ہے اور اسکا یہہ مطلب قرار دیا ہے کہ ابھی سے میری زوجہ ہوگئی اور یہہ نہ سوچا کہ ہوگی اور ہوگئی مین بہت فرق ہے - ہمارا یہہ مقالہ اہل خرد انصاف کے سامنے کیونکر پیش نہ ہوگا -

(۲) اس عبارت مین منگنی کے بعد صرف مدت زوجہ کا جواز بیان کیا ہے چنانچہ شریعت محمدی مین ہی عورت کا (جس سے کوئی نکاح کرنا چاہے) دیکھنا جائز ہے - آپ نے بدست آویز [illegible] اُن سب باتون کو جو زمانہ حال کے جوانگیجمنٹ (یعنی نسبت موکدہ) کے بعد اور شادی سے پیشتر زن منسوبہ سے مدنون لطور امتحان مباشرت کرتے ہین جواز زوجیت سے جواز مباشرت تراش لیا ہے اور اسپہ ثبوت نسل و جواز توالد کا بھی حاشیہ چڑہا دیا - اور یہہ لحاظ نکیا کہ جس عبارت سے ہم اس دعوی پر استشہاد کر رہے ہین اسمین اس مباشرت و جواز توالد و ثبوت نسب کا ذکر کہان ہے پہر اہل عقل و انصاف کے سامنے ہمارا یہہ دہوکہ کیونکر چہپا رہیگا -

(۳) اس عبارت مین مسیح کو نسبت شدہ باکرہ سے متولد کہا ہے آپ نے اُسکو منکوحہ موطوئہ (یعنے مباشرت کردہ شدہ) سے متولد بنادیا اور یہہ نہ سوچا کہ مباشرت کردہ شدہ عورت کو باکرہ کب کہا جاسکتا ہے پہر ہمارا یہہ جملہ دو تصرف کیونکر کفی نہ ہوگا -

(۴) اس عبارت مین تو مریم کی منسوب ہونے کی منگنی کو بیان کیا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ یوسف

یوسف کی طرف منسوب ہو کر مرد بلند پیمہ چلتے ہیں ہے [illegible] سے
منکر ہو سکے ہیں ہے یوسف کو ہو ہو کہ یہ ایسی بیا ہیں ہے بلند پیا ہے کی حقیقت
و تقانیت سے کو چشم ہے [illegible] اور اسکی والدہ کی کا نہ ہیں ہے حقیقت
شت ہے تو جان ہی لیگے [illegible] ہے کہ ہے
اور آپنے یہہ باتین یوسف کے تخم سے سیخ کی پیدائش کے حکمتین قرار دی ہیں ہے
راہ از کجاست تا بکجا۔

الحاصل اس عبارت مین منگنی کو نکاح نہین لکھا اور نہ بعد منگنی کے مباشرت کا جواز بتایا ہے اور نہ یوسف کا مریم سے ہم بستر ہونا بیان کیا ہے۔ بلکہ ان سب باتون کا خلاف بیان کیا ہے اسلئے اس عبارت مین ثبوت دعوی جناب کہین اثر نشان نہین ہے۔ ہان آپ کے حواشی سے آپکا مطلب نکلتا ہے مگر ان حواشی مین صداقت و تقانیت کا شائبہ بھی نہین ہے۔

یہہ آپ کی متمسک عبارت سیکلوپیڈیا سے آپ کے مدعا کی تکذیب ہے اب ہم اصل کتاب کیکلوپیڈیا کی طرف مراجعت کرتے ہین اور اس سے بڑھکر تکذیب حواشی جناب اس کتاب سے نکالتے ہین۔

ہمنے اس کتاب کو بچشم خود دیکھا اور بزبان خود پڑھا اسمین جملہ حواشی جناب کا صریح خلاف پایا اسکی جلد سوم مطبوعہ ایڈن برگ دار السلطنت سکاٹ لنڈ کے صفحہ ۷۵ مین بعنوان میرج یعنی شادی یہہ تمہید کی ہے کہ بیان رسوم نکاح مین ضروری ہے کہ ایک زمانہ کی رسم کا دوسرے زمانہ کی رسم سے خلط ملط نہ ہو اسلئے ہم تین زمانون کی رسمین علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین۔ اول زمانہ قبل از موسی دوسرا زمانہ شریعت موسی سے قید بابل تک تیسرا زمانہ جلاوطنی سے آخر تک۔ پھر رسوم زمانہ اول و دوم کو بتفصیل بیان کیا جس کا بیان ہماری بحث و مقصود سے اجنبی ہے۔ پھر صفحہ ۸۴ رسوم زمانہ سوم جس سے ہمکو بحث ہے بتفصیل ذیل بیان کیا۔

اول عورت کو پسند کرنے اور اسکی نسبت یا منگنی کا دستور تھا لڑکا لڑکی نابالغ یعنی لڑکا تیرہ سال کا اور لڑکی بارہ سال کی ہوتی انکی منگنی کا اختیار والدین کو ہوتا اور بعد بلوغ خود انکو اختیار ہوتا

ہیکل کا جلسہ کا عمدہ موقع بہم پہنچاتا۔ **مشنہ** (کتاب حدیث یہود کا نام ہے) اس موقع پر یہ سلم کی جوان لڑکیاں سفید بس ستعار لیکر پہنتیں اور انگور دن کے باغوں میں سے گاتی اور رقص کرتی ہوئی گزرتیں، اور کہتیں کہ اے جوان آدمی اپنی آنکھ اُٹھا اور دیکھ کس کو پسند کرتا ہے اور اپنی آنکھ ظاہری خوبصورتی پر نہ لگا بلکہ صالح خاندان کو دیکھ * * * * پس جو عورت کسیکو خوش آتی اُسے پسند کرتا اور وہ یا اُسکا باپ لڑکی کے باپ کو اس امر سے اطلاع دیتا تب وہ قانوناً باہم منسوب ہوتے اور اس نسبت کی شہرت کے لئے لڑکی کے گھر میں ضیافت کی جاتی (**جیوموتھ، قدوشین** فلان فلان کتاب یہود)

اب وہ عورت میڈیسکرڈ Mad Sacred یعنی دولہ کے لئے مخصوص اور رسم غیر سے محفوظ کہلاتی۔ اس منگنی کی لیگل Legal یعنی شرعی یا قانونی† ہونیکے لئے تین طرق مفصلہ ذیل سے ایک طریق عمل میں آتا۔ **ایک** یہ کہ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی کو اور اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا۔ **دوم** خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُسکے باپ کو دیا جاتا۔ **سوم** مرد عورت دو گواہوں کے سامنے Betro Thel جبروتھل یعنی نسبت کا کلمہ کہتا ہے

† یعنی ان طرق کے عمل لانیسے پہرہ شرعاً اسکی منسوب ہوجاتی اور منگنی شرعی ہوجاتی۔ پر ہندستان میں قانون کے طریق سوم کو بحیائی قرار دینا اور اسکے ارتکاب پر تعزیر لگانا صاف بتاتا ہے کہ یہ امر کی شریعت میں جایز نہ تھا اگر ایسی منگنی کا ثبوت ہوجاتا۔ اسکی **نظیر** اسلامی احکام میں یہ ہے کہ اگر کوئی کسیکی قیمتی چیز بلا جانے چوری یا بغیر تصرف میں لادے تو اگرچہ یہ فعل اسکا شرعاً ناجایز ہے مگر اس فعل سے عوض دلوانیکا حکم ثابت ہوجاتا ہے وہ چیز بصورت نقصان و تغیر اسکو دیجاتی ہے اور اسکی قیمت اس سے لی جاتی ہے *

جناب مخاطب یا جس نے یہ مضمون سیکلوپیڈیا سے آپ کو منتخب کر دیا ہے اس بات کو نہیں سمجھا۔ سیکلوپیڈیا کے اس فقرہ سے کہ ان طرق ثلثہ سے یہ منگنی شرعی ہوجاتی جواز نسبا شہرت نکال لیا۔ اور یہ غور نہ کیا کہ اگر یہ طریق شرعاً جایز ہوتا تو اس کو بے حیائی کیوں کہا جاتا، اور اس کا مرتکب مستوجب تعزیر کیوں ہوتا *

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

میں چلی جاتی مگر اس امر کو بے حیائی خیال کیا جاتا اور اسپر کوڑی لگائی جاتی (قل ثمن ۱۴ باب) اور نسبت کیوقت یہ کلمہ سُنایا جاتا کہ دیکھو توشریعت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے مطابق فُلانے شخص کے لئے بٹرو تھڈ Betrothed یعنی منسوب کی جاتی۔ اگر یہ منگنی ابتداء نکاح ہے اور بلا طلاق جدائی نہ ہونے مین مثل نکاح ہے تو بھی یہ کچوئل Actual یعنی واقعی نکاح کے لئے لڑکو بارہ مہینے کی اور بیوہ کو ایک مہینہ کی تیاری کے لئے مہلت دی جاتی (کتبو بوتھہ ۵۷ الف)

منسوب اور منسوب کی ملاقات بحالت نسبت دستور مختلف شہرون کے مطابق ہوتی (مشنہ کتبوبوتھہ ۲) جب یہ منگنی پیچھے کر رسم شادی سے ملکر پخت پختہ و پختیدہ ہوجاتی تو اسکو ہمارے محاورہ مین ایگجمنٹ† یعنی عہد و پیمان شادی کھا جاتا × × × ×

مضمون معاہدہ منگنی۔ الف اپنی یا پ ب کی رضامندی سے د لڑکی ث کو بذریعہ‡ نکاح اور منگنی کے قبول کرنیکا ایگجمنٹ engagement یعنی عہد کرتا ہے بمطابق شرع موسیٰ و بنی اسرائیل کے اسکے بعد ایک کو دوسرے سے کوئی امر از قسم مال و اسباب مخفی نہ رکھنا چاہیے بلکہ جایداد پر ساوی اختیار ہوگا اور دولہ کا باپ اپنی لڑکے کو عمدہ لباس پہنا دیگا اور اتنا روپیہ نقد دیگا اور دولہن کا باپ اپنی لڑکی کو جہیز اور زیور اتنی مالیت کا اور اثاث البیت دیگا اور دولہ کو جہانردار پوشاک جو نماز کے وقت پہنی جاتی ہے دیگا۔ اور نکاح انشاء اللہ تعالی فلان تاریخ فلان مقام مین دولہن کے باپ کی لاگت سے ہوگا ×

اسی قسم کے اور عہد و اقرار فریقین کرتے اور فریقین سے لوک سبھ ضامن و کفیل ہوجاتے × × × ×

دوم شادی کیواسطے (مشنہ) مین پوری عمر اٹھارہ برس ہے × × × شادی کا دن ابتداء میں بکرے کے لئے بدھ کا روز مقرر تھا اور بیوہ کے لئے جمعہ کا دن۔ شادی کی دعوت دولہ کے

† اگرچہ بعض انگریزون مین ایگجمنٹ کو بعد مباشرت کا معمول رواج ہے مگر یہودیون مین یہ امر جایز نہ تھا دیکھو اوپر کی سطرین۔

‡ یعنی بذریعہ منگنی کے بالفعل اور بذریعہ نکاح کے آیندہ جب نکاح کریگا ×

Engagement.

گھر شام کے وقت ہوتی - اُسدن دولہ دولہن روزہ رکھتے اور اپنے گناہون کا اقرار کرتے اور انکی تقصیرات معاف ہوتین - دولہن اگر بیوہ ہوتی تو سر کے بال اور مرد کا پرانا گلے مین پہنتی اور باجے اور گانے اور رقص کے ساتھ دولہ کے گھر لائی جاتی - اپنے رشتہ دارون اور دوستون کے ساتھ جو مرد کا پرچہ ہوتی اور کھجور کی چھاپان ناتہ مین لئی ہوے جس راستہ سے برات گزرتی بنی سرائیل مرجا کرتے × × × × دولہ کے گھر پہنچتین تو دولہ دولہن کو ناتہ سے پکڑ کر بیٹھنے مین لیجاتا - اُسوقت نکاحنامہ جسکو کہ توبہ کی کتاب مین ہے لکھا جاتا - اسمین اقرار ہوتا کہ بکر کے واسطے دو سوا روپیہ کیواسطے ایک سو دینار مقرر ہے خواہ فریقین غریب ہون خواہ تونگر - اگرچہ بعد اسکے کسی خاص عہد کرو سے زیادہ کیا جاسکتا ہے - اس وثیقہ کے لکھے جانیکے پہلے نکاح نہین ہونا چاہیے - انقلاب زمانے سے اس وثیقہ کے الفاظون مین مختلف تغیر ہوگئے ہین جو طالمود مین بیان ہی سو یہ ہی - چوتھے دن ہفتہ کے دن تاریخ فلان ماہ فلان سنہ فلان پیدایش دُنیا سے الف بیٹا ب نے س بیٹی آ ی سے کہا تو موسیٰ شریعت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے میری زوجہ ہو اور مین تیرے لئے کسب کرون گا تیری عزت کرونگا تیری پرورش کرون گا اور یہودی خاندان کے دستور موافق تیری حاجت روائی کرون گا ہوا نی بی بیون کے لئے کسب کرتے ہین اور انکی عزت اور پرورش کرتے ہین اور دیانت داری سے انکی ضرورت مہیا کرتے ہیں اور نیز مین تجھے تیری بکارت کے بدلے دو سو سوس چاندی دیتا ہون - کہ تو میری ملک ہو اور تیری خوراک تیرا لباس اور جو کچھ تیرے گذارہ کے موافق ہوگا - اور میں تیرے پاس آونگا جیسے کہ ساری دُنیا مین دستور ہی - اور اس عورت نے منظور کیا اور اسکی زوجہ ہوگئی - پھر اسی قسم کے قول و قرار انمین ہوتے پھر بڑی (عالم یہود) سات بار مبارکباد پڑھتا اور سب لوگ مبارکباد

یہ عبارت کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کا خلاصہ ترجمہ ہے جس کے بعض رسوم و حالات سنگنی و نکاح کو بھی حذف چھوڑ دیا گیا ہے - اسمین ان الفاظ کو (جنسے مخاطب یا لکھنے والے کا محرر مضمون سے تعلق ہی) بعینہا انگریزی اور فارسی حروف مین نقل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین ان الفاظ مین غور کرین اور

اسی غرض سے عبارت آیندہ مین جو الفاظ محل بحث و اختلاف ہیں انکو بعینہا انگریزی و فارسی حروف مین لکھا جائیگا۔ اس عبارت میں بہت سے امور در سوم میں منگنی و نکاح کا تفارق و تباین بیان کیا ہے۔ مگر از انجملہ جنسے منگنی و نکاح مین نہی تفارق و تباین ثابت ہوتا ہے دو امر بیان کیے ہین

اول یہ کہ منگنی مین صرف عہد و وعدہ نکاح ہوتا کہ فلان مہینے و فلان تاریخ کرینگے۔ اور اسمین منسوبہ باہمدیگر وعدہ ہوتے اور نکاح مین در حقیقت قبول ہوجاتا اور ازدواج بالفعل وقوع مین آتا اور اس وعدہ کا ایفا ہوتا۔ یہ امر عبارت متمسک بہ مین بھی پایا جاتا ہے چنانچہ بعبارت (۲) اپنے بیان کیا گیا ہے

امر دوم یہ کہ منگنی کے بعد منسوبین کو صرف باہمی رویت یا بہ مین خلوت ملاقات کا اختیار و جواز ہوجاتا نہیں یا مباشرت کا جواز نہ ہوتا بلکہ اسکا مرتکب کوتہ از سے پیٹا جاتا و نکاح سے بعد ملامست و مباشرت کا جواز ہوجاتا بلکہ یہی امر اسکی غایت و مقصود اصلی تھا۔ ان دونون امر سے منگنی و نکاح کا تباین و جدا ہونا صاف یقین ہوتا ہے کہ یہودی شریعت مین منگنی نکاح نہیں ہے اور اسکو فکنہ غیر یا نکاح خطوت (جسمین دو متقدیجہ [illegible] نہیں ہے بلکہ وہ منگنی کے مشابہ ہے [illegible] ان دونون [illegible] مین معمول و مروج ہے کہ لڑکی والے لڑکے ہونے مین [illegible] دیتے ہیں یا [illegible] کے لڑکی کے [illegible] کے ہمراہ [illegible] دیتے ہیں اور [illegible] یا [illegible] یا [illegible] جاتا۔

یہ [illegible] یہودی کی سوم [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے کہ [illegible] منگنی [illegible] ہے اور منگنی کے بعد مباشرت جائز ہوجاتی ہے [illegible] یکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے جو [illegible] مغالطہ ہے۔ اب سیکلوپیڈیا سے آپکا کذب [illegible] ثابت کیا جاتا ہے جو [illegible] حضرت مریم و یوسف کے حالات منگنی و پیدائش [illegible] مرزد ہوا ہے اور اسمین آپنے سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے۔ اسی جلد سیکلوپیڈیا کے [illegible]

مریم باکرہ

مسیح کے باب مین بڑی دو پشین گوئیان پوری ہونیوالی تہین ایک یہ کہ وہ نرالی طور پر عورت کے تخم سے پیدا ہو۔ دوسری یہ کہ وہ داؤد کا بیٹا ہو۔ پہلے امر کے ثبوت مین مولف ذکی کتابون کا حوالہ دیا ہے پھر لکھا ہے کہ اس امر نے بذریعہ فرشتے جبرئیل کے باکرہ مریم سے تکمیل پائی۔ دوسرے امر کا کافی ثبوت نہین دیا اور لکھا کہ مریم کا خاندان داؤد سے ہونا میل سے ثابت نہین علما کے قیاسات اور خارجی روایات سے ثابت ہوا اور کہا کہ مسیح کو یوسف کی اولاد سے کہنا اور اسکے ذریعہ سے مسیح کو داؤد کی اولاد قرار دینا حکایت پیدایش معجزہ کو باطل کرنا ہے اور اس سے دین عیسوی الٹ جاتا ہے۔ مولف کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کا اعتقاد داد حاصل ہے کہ مسیح صرف تخم مریم سے پیدا ہوا ہے اسمین تخم یوسف کا دخل نہین ہے۔ گو مسیح کا ابن داؤد ہونا اس سے بدلیل قوی ثابت نہین ہو سکتا اور بصفحہ ۱۹۲ کتاب ہذا لکھا ہے کہ زمانہ سنگتی مین حضرت مریم جب ذواج یہود کے اپنی ماں باپ کے گھر رہتی اور اسکو منگیتر یعنی ہونیوالا شوہر یعنی پہنچ تجویز شدہ یا منسوب شدہ خاوند سے بلا وساطت یا شرکت تیسرے شخص کے کوئی ایسی بات چیت لگا دین نہ ہوتا۔ اس سنگنی کا اثر و فایدہ اظہار اعلی درجہ ان کی تقدس بکارت کا تھا کیونکہ موسوی شریعت کے بموجب درصورت دور ہونے عصمت زن منسوبہ کے دونون (یعنی زن و زانیہ) کو سنگسار کیا جاتا۔ اور اسی جرم سے درصورت نامنسوب ہونے عورت کے مرد کو خفیف سزا دی جاتی۔ درعورت کی شادی کردی جاتی۔ +

مسیح کے بجائے باکرہ مجردہ کے باکرہ منسوبہ سے پیدا ہونے مین حکمت الہی کے بیان مین کہی راہین عمدہ اور زیبا بات یہ ہے کہ والدہ مسیح کی باکرہ ہونے پر کوئی گواہ اور سکا کوئی ثبوت نہ ملتا محافظ ہو اسکا جوزف فادر یعنی منہ بولا باپ یا پرورش کنندہ باپ ہو اور وہ ایسا شخص ہو کہ تخت داؤد کا وارث ہوتا کہ اپنی لے پالک یعنی متبنی بیٹے کو حقوق سلطنت دلاوے وہ نامہ مضمون برعکس ہے اور دعویدار کے دعوے کو رد کرنے کا مستحق ہو۔ اور ارجن ورنیشس کے خیال مین اسی حکمت

+ Intended husband Communication.

یہ ہو کہ شیطان پر مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مگر زیادہ سیدھا اور سادی وہی بیان اول ہے

یہ مضمون سیکلوپیڈیا کا خاص حضرت مریم اور یوسف اور مسیح کے متعلق (جو باقتضا بیان ہوا) امور ذیل پر نص صریح اور تصریح قطعی ہے (۱) حضرت مریم اور یوسف منگنی کے زمانہ میں ہم بستر تو کیا بلا واسطہ تیسرے شخص کے ہم مجلس و ملاقی بھی نہ ہوئے (۲) پیدائش مسیح دنیا سے صرف تخم مریم سے ہوئی ہے (۳) یوسف کو مریم کی منگنی اسلئے ہوئی ہے کہ یوسف اس بات کی شہادت دے کہ مریم کو حاملہ ہوئی ہے پیدائش مسیح کے پہلے اس نے اس سے صحبت نہیں کی (۴) یوسف مسیح کا موثر بولایا پرورش کنندہ باپ تھا حقیقی باپ نہ تھا (۵) مسیح اسکا حقیقی بیٹا تھا نہ حقیقی و صلبی بیٹا (۶) یہ حکمتیں جو بیان ہوئی ہیں یہ مریم کے منسوب ہونیکی حکمتیں ہیں نہ مسیح کے تخم یوسف سے پیدا ہونے کی حکمتیں۔ **اس سے صاف ثابت** ہوا ہے کہ جو آپنے بدستاویز کیٹو سیکلوپیڈیا کے یوسف نجار کا بحالت منگنی مریم سے ہمبستر ہونا اور اُس سے مریم کا حاملہ ہونا اور مسیح کا متولد ہونا تجویز کیا ہے محض دروغ بے فروغ ہے جسکا اس کتاب میں کہیں نام و نشان نہیں ہے اور جو آپنے اس کتاب سے پیدائش مسیح کی حکمتوں کا بیان و اظہار کیا ہے وہ بھی شتر دگربہ سوخانی نہیں ہے۔ سابقاً بصفحہ ۴۷ ہمنے بطور تنزل اس نقل و بیان کو مانکر اسکا مطلب آپ کے قول کا مکذب بیان کیا تھا۔ اب بنقل اصل عبارت سیکلوپیڈیا یہ بتا دیا کہ حکمت اول و دوم آپکی حکمت عملی کا نتیجہ اس کتاب میں اسکا ذکر ہی نہیں ہے +

معلوم ہوتا ہے کہ جناب مخاطب نے اصل کتب سیکلوپیڈیا سے ان عبارات کو نقل نہیں کیا اور نہ اس کتاب کو کبھی آنکھ سے دیکھا ہے کسی حواری کے (جن سے ہم خوب واقف ہیں) بیان و تقلید پر اعتماد کرکے جو کچھ انہوں نے بتایا یا لکھ بھیجا اسکو بلا تحقیق وجہ تفسیر کر دیا اور اپنی فراخ [illegible] دراست بیانی کو خوب ظاہر کر دکھایا یہ **پردہ دری** علم و معلومات جناب اس طعن [illegible] ہے جو مریم عفیفہ صدیقہ پر آپ نے جمایا ہے اور انکو یوسف نجار کا فراش ٹھہرایا [illegible] جیسا کہا ہے ۵ چون ندانخوام کہ زدہ کس دمد پیشش اندر طعنۂ پاکان کند +

پھر جو کیتھولیکو سیکلوپیڈیا میں نکاح سے پہلے اور نکاح سے پہلے خلوت اور صحبت کو ناجایز بتایا ہے ایسا ہی کتب یہود میں موجود ہے اور اسی پر یہود کے یہود کا عمل ہے ہم نے اصل کتب یہود اور علماء یہود کیطرف رجوع کیا تو اُن کو کیتھولیکو سیکلوپیڈیا کے بیان کا مصدق پایا اور یہی مضمون اور کتب عیسائیون مین دیکھا۔

یہودیون کی کتاب نمازمین ہے مبارک ہے تو الہ بادشاہ عالم کہ جسنے لوگون کو مقدس کیا اپنے فرمانون سے اور حکم بتادین جو عورتین کہ حرام ہیں اور حرام کیں ہمارے لئے عورتین منگنی والیاں اور حلال کیں ہمارے لئے عورتین بیاہ والیاں خاص نکاحون کے ذریعہ سے۔ مبارک تو اے خدا کہ تقدس کیا قوم بنی اسرائیل کو بذریعہ نکاح پاک کے ؛

اس مضمون کی اصل عبارت عبرانی یہ ہے

בָּרוּךְ אַתָּה ה' אֱלֹהֵינוּ מֶלֶךְ הָעוֹלָם אֲשֶׁר קִדְּשָׁנוּ
בְּמִצְוֹתָיו וְצִוָּנוּ עַל הָעֲרָיוֹת וְאָסַר לָנוּ אֶת
הָאֲרוּסוֹת וְהִתִּיר לָנוּ אֶת הַנְּשׂוּאוֹת לָנוּ
עַל יְדֵי הַפָּה בְּקִדּוּשִׁין בָּרוּךְ אַתָּה ה' מְקַדֵּשׁ
עַמּוֹ יִשְׂרָאֵל עַל יְדֵי חֻפָּה וְקִדּוּשִׁין :

(اسکی تحریر فارسی حروف میں بطور رومن یہ ہے)

بَارُوخ اَتَّاہ اَدُونَائی اِیلُخ هَاعُولَام اَشِر قِدِّشَانُو بِمِصْوُتَاو وَصِوَّانُو عَالْ هَعَرَیُوت
وِاِسَّرلَانُو اِتْ اَرُوسُوت وِهِتِّیرلَانُو اِتْ هَنِّسُوءُوت لَانُو عَلْ یَدِی حُوپَّا بِقِدُّشِین
بَارُوخ اَتَّاہ اَدُونَائی مِیقَدِّش عَمُّو یِسْرَائِیل عَلْ یَدِی حُوپَّا بِقِدُّشِین ؛

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منسوبہ عورت سے قبل نکاح مباشرت سخت حرام ہے حتی کہ اسکا ذکر یہودیوں کی ادعیہ نماز روزانہ میں داخل ہے ؛

اندنوں لاہور میں ایک جنٹلمین یہودی کا نکاح ہوا تو اسمیں اسی رسم جھکم پیل ہوا۔ منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے منسوب اور منسوبہ بیچا ہونے نہ پائے۔ دونوں کے پاس پہرے متعین رہے جب دور دور (کلکتہ وغیرہ) سے دس نفر یہود کو بلا کر مجمع کیا گیا اور ان کے رتی (عالم یا ملا جی) نے نکاح پڑھا تب اُن کو اختلاط حلال ہوا۔ اسی عالم یہودی سے ہم نے یہ امر زبانی دریافت کیا تو اُس نے یہ جواب دیا کہ منگنی سے پیچھے اور نکاح سے پہلے عورت منسوبہ سے خلوت و صحبت یہودی شریعت میں ایسی حرام ہے کہ اگر اس سے اولاد ہو تو وہ اولاد حرام شمار کی جاتی ہے اور وہ عبادت گاہ میں آنے اور شامل ہونے نہیں پاتے ؛

عیسائی علماء کا بھی اس مسئلہ کی نسبت یہی خیال و مقال ہے چنانچہ ریورنڈ کلارک نے تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ فرشتہ مریم کو جو حالت منگنی میں ہے یوسف کی جورو بتلاتا ہے یہاں سے ظاہر ہے کہ جورو کا لقب منگنی کی حالت میں عورت پر جاری ہے مگر بعض بدکاروں کے دستور پر حالت منگنی میں ہمبستر ہونا حرام کاری ہے اگرچہ مجازاً جورو ہے پر یقیناً جب ہوگی جب نکاح ہو جائیگا ؛

اِن شہادات و بیانات سے صاف ثابت ہوا کہ جو کچھ ہے ثبوت امر چہارم میں کچھ ہی کذب و مغالطہ ہے نہ عام یہودیوں میں منگنی کو نکاح سمجھ کر صرف منگنی کے بعد عورت سے ہمبستر ہونا جائز سمجھا جانا اور نہ خاص حضرت مریم و یوسف کو منگنی کے بعد ہمبستری کا اتفاق ہو کر یوسف سے مسیح کا حمل ہوا۔ بلکہ یہ حمل (جیسا کہ انجیل متی میں ہے) یوسف و مریم کے ہمبستر ہونے سے پہلے پایا گیا۔ اور جو آپ نے سر آیۃ کہیں متی کے جواب میں کہا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حمل ہونے کے سبب یوسف نے مریم کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہوگا اس جواب میں آپ نے مردانگی سے کام نہیں لیا مردانگی یہ تھی کہ اس آیۃ کے اس فقرہ متنازعہ فیہا کو (جسمیں ہمبستر ہونے سے پہلے حاملہ ہونا بیان کیا گیا ہے) نقل کرتے اور اسکا جواب دیتے۔ یہ کیا مردانگی اور بہادری ہے کہ اصل متنازعہ فیہ امر جس سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے تعرض نہیں کیا

اور اوہر اُدھر کی باتوں کا اناپ شناپ جواب دیدیا اور لوگوں کو یہ جتایا کہ ہمنے مسیح کا باپ سے پیدا ہونا انجیل سے ثابت کیا ہے اور جس نے انجیل سے لوگ بغیر باپ پیدا ہونا نکالتے ہیں اسکا بخوبی جواب دیدیا ہے یہ دلیریاں اسی خیال پر ہیں کہ ہماری امت میں ہماری باتوں پر بے دیکھے بن سمجھے ایمان لایا جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ امر ذہن نشین جناب نہیں ہوا کہ ہماری کلام کو کوئی ہمارا مخالف دیکھیگا تو وہ اُسپر کچھ نہیں دینے کے کیا کریگا +

بالجملہ جو کچھ آپنے امور اربعہ کے ثبوت میں لکھا ہے اسمیں جو صحیح ہے وہ آپ کی ثبوت دعوی میں صریح نہیں اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں یعنی جو آپنے امر اوّل کے ثبوت مین لکھا ہے کہ (بشہادت انجیل) مسیح داؤد اور یوسف کا بیٹا ہے یہ امر صحیح ہے مگر اس معنی میں صریح نہیں ہے کہ وہ صلبی اور نسبی بیٹا ہے باقی جو کچھ آپنے امور ثلثہ کے ثبوت مین کہا ہے اسمیں ایک لفظ صحیح نہیں جو کچھ کہا ہے صریح کذب و صاف مغالطہ ہے۔ اسپر اگر آپ کو کچھ غیرت آئے یا حمیت جوش مارے تو اس آیۃ انجیل متی کا (کہ مریم قبل ہمبستر ہونے کے حاملہ پائی گئی) جواب دیکر راحۃ مسیح کا داؤد اور یوسف کا صلبی اور نسبی بیٹا ہونا ثابت کردین اور کسی یہودی یا عیسائی کی کتاب معتبر سے ان باتوں کا صحیح طور پر ثبوت دین کہ یہودی شریعت میں منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے مرد عورت کا ہمبستر ہونا جائز تھا۔ اور یوسف مریم کے گھر جاکر اس سے خلوت کیا کرتا۔ اور مریم کو اسی سے حمل ہوا تھا یہ ہو سکے تو جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسکو اپنے ہاتھ سے چاک کرکے دریا برد کریں اور مریم عفیفہ صدیقہ پر تہمت جماع سے باز آویں +

بحث نقلی انجیل کا دوسرا وجہ اسلامی اصول مسلمات میں سے ہے

چونکہ قرآنی شہادت سے جسکا بیان عنقریب آتا ہے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا اسلئے جو کچھ پیدائش مسیح کی نسبت انجیل متی و لوک مین وارد ہے کہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی اور بلاشک بشر بچہ جنی" وہ صحیح درست ہے اور جو اسکے برخلاف انجیل یا اور کتب عیسائیون میں کہ وہ یوسف یا داؤد کا بیٹا ہے اور ان کی پشت یا تخم و نسل سے پیدا ہوا ہے اسکی نادرستی جب

ہے اور جو امر تاویل پذیر نہ ہو اسکو یقیناً کذب شمار کرنا لازم ہے چنانچہ بہ نسبت جملہ اکاذیب یہود و نصاریٰ کے مسلمانوں کا یہی اصول و اعتقاد ہے اس اجمال کی مفصل و اس بیان کی مصدق بحث نقلی از قرآن ہے جو شروع کی جاتی ہے باللہ التوفیق ٭

بحث نقلی از قرآن

زمانہ نزول قرآن میں حضرت مسیح کی نسبت دو مختلف دعوی کئے جاتے تھے عیسائیوں کا دعوی یہ تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ یعنے تیسرے خدا اور کمیٹی خدائی کے تیسرے ممبر۔ اور یہودیوں کا دعوی یہ تھا کہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہیں اور جن باپ کیطرف وہ منسوب تھے اسکے تخم سے نہ تھے دوسرے شخص کے تخم سے (جسکا نام حوالہ مخاطب نے پنٹرا لکھا ہے) اور ان دونوں دعاوی کا منشا، دہنی یہی امر تھا کہ وہ بلا باپ متولد مانے اور سمجھے جاتے اور یوسف نجار کے (جو اُن کا فاسٹر فادر یعنی موہنہ بولا باپ تھا) نطفہ سے متولد خیال نہ کئے جاتے اسی امر نے عیسائیوں کو تو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں انکا کوئی انسان باپ نہیں ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ خدا کو باپ مانا جاوے یا انکو خود خدا لباس بشر کہا جاوے کیونکر ممکن ہے اور اسی امر نے یہودیوں کو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں بزعم عیسائیوں کے یوسف انکا حقیقی باپ نہیں ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی اور انسان سے ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہوں کیونکر متصور ہے۔ بالجملہ انکی نسبت بلا باپ پیدا ہونیکے اعتقاد و ادعا نے ان دونوں فریق کو اس اختلاف میں ڈالا ٭

---

† اس امر کا جناب مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نیچری کے صفحہ ۳۰ میں آپ نے کہا ہے جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقے مخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالائق اور بدی سے یہ کہتا تھا کہ حضرت مسیح بطور ناجائز مولود کے پیدا ہوئے ہیں دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہیں ٭

اور قرآن مجید کی نسبت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کے اکثر اختلافی

ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون (نمل ع ۶)

امور میں فیصلہ کرتا ہے یعنی اکثر اختلافات یہود و نصاریٰ میں فیصلہ کرنا قرآن کا ایک فرض ہے،

بنا علیہ ہمکو یہ غور کرنا لازم ہے کہ قرآن مجید نے اس مقدمہ میں دست اندازی و تعرض کیا یا نہیں؟ اور کیا تو کیا فیصلہ کیا؟ اُنکے دعاوی کے نسبت کیا تجویز کیا؟ اور انکی منشا، و معنی دعوی کی نسبت کہا گیا؟ قرآن شریف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے اس مقدمہ کے فیصلہ سے تعرض کیا ان دونوں فریق کے خیالات و دعاوی کو باطل کیا اور صاف فرمادیا کہ یسوع مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں وہ بھی گمراہی و غلطی پر ہیں اور جو انا جانیہ مولود کہتے ہیں وہ بھی گمراہ ہیں اور قول فیصل امر حق اس باب میں یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے ہیں اور وہ خدا کی ایسے مخلوق ہیں جیسے آدم و زمین و آسمان وغیرہ مخلوقات ہیں۔

اور اُن کے دعاوی کے منشاء (یعنی مسیح کے بلا باپ پیدا ہونے) سے بھی تعرض کیا۔ اس منشاء کے وجود کو تو رد نہیں کیا بلکہ مسلم رکھا مگر اسکے لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین اس سے نکالتے ہیں رد کر دیا اور یہ بتادیا کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے نہ انکا خدا یا فرزند خدا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مولود ناجانیہ ہونا +

دعوی یہود کا رد و ابطال ہاں الفاظ فرمایا ہے کہ ہمنے یہودیوں کو اُنکے کفر کرنے

وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما

اور مریم پر بہتان باندھنے کے سبب پٹکارا۔

اور دعوی عیسائیون کا ابطال بہت تفصیل سے کئی مواضع قرآن میں فرمایا ہے۔

† اس فیصلہ کا مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر خیبر کے صفحہ ۳ میں عبارت ساپ کے متصل فرمایا ہے قرآن مجید نے ان دونوں فریقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور بے مثال ہونے پر حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور اس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ نہیں بتلادیا اور بتلادیا کہ وہ مثل اور انسانوں کے خدا کے بندے ہیں۔

سورۂ نسا میں ارشاد ہے اے اہل کتاب دین میں زیادتی نہ کرو اور خدا پر بجز حق کچھ نہ کہو مسیح عیسی بن مریم تو صرف رسول ہے اور خدا کے حکم سے پیدا ہوا جو مریم کیطرف اُس نے بھیجا اور اسکی طرف سے وہ روح ہے پس تم خدا اور رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو تثلیث سے باز آؤ اور خیر یعنی توحید کا قصد کرو اللہ تو ایک ہی ہے وہ اس سے (یعنی) پاک ہے کہ اسکا کوئی بیٹا ہو آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ خدا کی ملک خلق ہے اور خدا سب کے لئے کافی کارساز ہے۔

یا اهل الكتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وکلمته القاها الی مریم وروح منه فامنوا باللہ ورسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خیرا لکم انما اللہ الٰه واحد سبحٰنه ان یکون له ولد له ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔

مسیح کو خود خدا کے بندہ ہونیسے انکار نہیں ہے اور نہ اسکے فرشتوں کو۔ جو اسکی عبادت سے انکاری ہو اور تکبر کرے ان سب کو اکٹھا کریگا پھر مومنین نیک عمل کو جزا عمل دیگا اور منکرون کو عذاب کریگا۔

لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملئکة المقربون ومن یستنکف عن عبادته ویستکبر فسیحشرهم الیه جمیعا فاما الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت فیوفیهم اجورهم ویزیدهم من فضله واما الذین استنکفوا واستکبروا فیعذبهم عذابا الیما

اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ مسیح صرف رسول ہے اور اسکی ماں بڑی راست باز وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم اُن کے لئے کیسی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے حق سے پھری جاتے ہیں اور سورۂ انعام میں فرمایا ہے خدا کے لئے کیونکر ہوگا اسکی بیوی تو ہو

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لهم الایٰت ثم انظر انی یوفکون (۱۵ع) انی یکون له ولد ولم تکن له صاحبة (انعام ۱۲)

+ یعنی بیت الخلا جایا کرتے پھر مسیح کیونکر خدا ہو تو اس آیت میں بطور کنایہ یہی امر کہا بیان مقصود ہے چنانچہ ایک نامی انگریز نے اسی سے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا۔

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جنکی بیان مین طول ہوتا ہے ؛

اور وجود منشاء و مبنی دعوی فریقین (یعنی مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا) مسلم رکھنا اس طور پر ہوا ہے کہ قرآن میں اس سے انکار کیا اور یہ کہین نہین فرمایا کہ مسیح بلا باپ پیدا نہین ہوا یوسف نجار کے تخم سے پیدا ہوا ہے بلکہ حالات پیدائش مسیح کو ان الفاظ سے بیان کیا ہو کہ انکے ظاہر معنی سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ۔

سورہ مریم مین ارشاد ہے ۔ مریم کا حال کتاب مین سنا دے جب وہ گھر والون سے ایک مشرقی مکان مین کنارہ ہوی پس بنا لیا انسے پردہ پس بھیجے اسکی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو بھیجا جو اسکو پورا انسان ہوکر نمایان ہوا ۔ وہ بولی مین تجھسے خدا کی پناہ مانگتی ہون اگر تجھے خدا کا خوف ہو وہ بولا مین تو خدا کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہون تجھے ایک پاک لڑکا دینے آیا ہون وہ بولی میرے کیونکر لڑکا ہوگا مجھے بشر (یعنی خاوند) نہین چھوا اور نہ مین بدکار ہون وہ بولا خدا کی شان یا قدرت ایسی ہی ہے ۔ خدا نے فرمایا ہے یہ امر مجھ پر آسان ہے اور مین اسکو لوگون کے لئے نشانی (قدرت) اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہون اور یہ کام ہوا ہوا تب (یعنی اس کھنچ کے متصل ہے) وہ حاملہ ہوئی اور اس حملسے وہ دور مکان کنارہ ہوئی ۔ پس اسکو درد زہ نے ایک درخت خرما (خشک) کے تنہ مین پہنچایا اور اس نے کہا کاش مین اس سے پہلے مرجاتی

واذکر فی الکتب مریم اذانتبذت من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا ۔ فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یلیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا فنادٰھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا

فاتت به قومها تحمله ط قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت هارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا قال انی عبد اللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیا الخ (مریم ۲۶)

اور یہولی بسری ہوتی اسکے خود ہی جاتا ہے جبریل یا مسیح نے پکارا تو غم نہ کر تیرے نیچے (رکھیاب) خدا نے نہر (جاری) کردی ہے تو اس تنہ کو ہلا یہ تازہ کھجوریں تجھ پر گریگی (یعنی) کھا اور وہ پانی) پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی شہر کو دیکھے تو (اشارہ سے) کہدے کہ میں نے خدا کی نذر مانی ہے آج میں انسان سے کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو قوم کے پاس اٹھا لائی۔ لوگ بولے ای مریم (یہ) تو بہتان باندھ لائی ای ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی (یعنی پھر تو یہ بچہ زنا سے کیونکر لائی) اُسنے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا وہ بولے ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گہوارہ میں لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود ہی بول اٹھا میں خدا کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کیا الخ۔

یہ ظاہر الفاظ قرآن کا ترجمہ ہے جسمیں کسیکو جائے خلاف وکلام نہیں ہے مگر از انجملہ چار باتوں میں مخاطب گو علماء اسلام کے برخلاف کلام ہے اسلئے اُن باتوں کو قبل نقل کلام مخاطب بہ لل کرنا مناسب سمجھا گیا ہے اول یہ کہ حمل اس کہنے کا متصل ہی ہوا دوم یہ کہ مسیح کے پیدا ہوتے ہی مریم اسکو قوم کے پاس اٹھا لائی۔ سوم یہ کہ یہودیوں نے اُسیوقت ان پر زنا کی تہمت لگائی۔ چہارم یہ کہ اُسیوقت مسیح نے اُنکی جوابدہی کی۔ ان سب باتوں کا ثبوت سیاق والفاظ قرآن میں پایا جاتا ہے چنانچہ تفصیل وار قلم میں آتا ہے۔

پہلی بات کے ثبوت پر حرف (ف) شاہد ہے جو آیہ فحملته میں وارد ہے اور وہ محاورہ عرب میں ترتیب بلا مہلت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں بیان مدت حمل میں چند اقوال نقل کرکے فرمایا ہے کہ ابن عباس کا یہ قول ہے کہ حمل کی ایک ساعت تھا۔ پھر اسپر دو دلیلوں سے استدلال کیا ہے اول دلیل پیش کی ہے کہ ان الفاظ

وهو قول ابن عباس رض ایضاً کانت مدة الحمل ساعة واحدة ویمکن الاستدلال علیه من

وجہین (الاول) قولہ تعالیٰ فمثلہ فانتبذت بہ فالمراد الحاصل فنادا ھا من تحتھا والغاء للتعقیب فدلت ھذہ الفاءات علی ان کل واحد من ھذہ الاحوال حصل عقیب الآخر من غیر فصل فکذلک یجب کون مدۃ الحمل ساعۃ واحدۃ۔ (الثانی) ان اللہ تعالیٰ قال فی وصفہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون فثبت ان عیسیٰ کما قال اللہ تعالیٰ لہ کن فیکون وھذا یفید کونہ مولودا فی مدۃ الحمل اما انتقال تلک النطفۃ فی خمسین یوما الی العلقۃ

مین حرف ف وار د ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات ایکدو سرے کے بعد بلا فصل واقع ہوئی ہین دوسری دلیل کا بیان یہ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو حضرت آدم کی مثل کہا ہی جنکو مٹی سے پیدا کیا پھر کہا ہو جا تو وہ ہو گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ بھی آدم کی طرح کن فیکون سے پیدا ہوئی ہین جسمین معمولی مدت حمل متصور نہین۔

دوسری بات کے ثبوت پر بھی یہی دلیل ہے کیونکہ اسکا شروع وبیان بھی اسی ف سے لفظ فانتبذ بہ فحملتہ فحملہ ہوا ہے اور نیز لفظ تحملہ (یعنی اٹھالائی) اس بات پر کامل دلیل ہے عرفاً وعادتاً چھوٹے بچون کو ہی اوٹھایا جاتا ہے بڑی عمر کے جوان لوگون کو بلا عذر بیماری وغیرہ کے کوئی اٹھا کر نہین لاتا اسی نظر سے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ وہ اسیوقت انکو اٹھالائی اور اسیوقت یہودیون نے تہمت لگائی تفسیر درمنثور مین بروایت حاکم وبیہقی کے ابن عباس وابن مسعود سے نقل ہے کہ جب مریم نے حضرت عیسیٰ کو جنا تو شیطان نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ مریم نے بچہ جنا جب انہون نے حضرت مریم سے بابت پوچھ کی تو انہون نے حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا تب حضرت عیسیٰ نے یہ بات کہی کہ مین خدا کا بندہ ہون تا آخر۔ اور بروایت عبد بن حمید عمرو بن میمون سے نقل کیا ہی کہ جب مریم نے بچہ جنا تو اسکو قوم کے پاس اٹھالائی وہ اسکو پتھر

عن ابن عباس وابن مسعود فلما ولدتہ ذھب الشیطان فاخبر بنی اسرائیل ان مریم ولدت فلما اراد وھا علی الکلام اشارت الی عیسیٰ فتکلم فقال انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب (درمنثور مختصرا)

واخرج عبد بن حمید عن عمرو بن میمون قال ان مریم لما ولدت اتت بہ قومھا فاخذوا یحجارتھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لیرموھا فی اشارۃ الیہ فکلم فاتوھا (رشوہ) مارنے لگے مریم نے حضرت عیسیٰ کیطرف اشارہ کیا وہ بولے تو انہون نے اسی چھوڑا۔ ایسا ہی عامہ تفاسیر مروجہ بیضاوی۔ معالم۔ کبیر وغیرہ مین بیان کیا ہے کہ مریم کا مسیح کو اٹھالانا اسی زمانہ پیدائش مین ہوا ہی۔ اور جو ان کتب مین چالیس دن نفاس کے گزر جانے کے بعد اٹھالانیکی روایت نقل کی ہے وہ ہمارے مدعا کے منافی نہین اسکا بیان بضمن جواب اسبحاث مخاطب عنقریب آتا ہی۔

تیسری بات کا ثبوت ہی قرآن کے الفاظ وسیاق مین موجود ہے کہ مریم مسیح کو قوم کے پاس اٹھالائی تو انہون نے مریم سے کہا کہ تیرا باپ برا نہا اور نہ تیری مان بدکار تھی تو نے ایسا کام کیا۔

لفظ فری جو اس موقع پر بولا گیا ہے جیسا کہ محققین و مفسرین کے مستعمل مین ہوتا ہی ویسا ہی امر عظیم و عجیب کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے (چنانچہ قاموس مین دونون معنی بیان کئے ہین) مگر جبکہ اسکی تائید مین مریم کے مان باپ کا زانی و بدکار نہونا بیان کیا گیا ہے اور مریم علیہا السلام پر ارتکاب خلاف سیرت والدین کا الزام قایم کیا گیا ہے تو اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس مقام مین لفظ فری سے وہی معنی اول محققین و مفسرین کے مراد ہین اور اس سے یہودیون کی غرض تہمت و بہتان مریم علیہا السلام ہی جسکو خدا تعالیٰ آیہ علی مریم بھتانا عظیما مین حکایت فرماتا ہے ؛

اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کسی لڑکے کو جسکی مان باپ چور نہون کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ تو چور نہ تھے تو نے یہ کیا کام کیا تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے چوری کیون کی یا کسی ظالم لڑائی کرنیوالے کو کہا جاتا ہے کہ تیری مان باپ لڑاکے نہ تھے تو اس سے بھی مراد ہوتی ہے کہ تو نے لڑائی کیہان سیکھی وعلی ہذا القیاس۔

اسی سیاق والفاظ کے لحاظ سے مفسرین اسلام نے اس آیۃ کی تفسیر مین وہی کہا ہے جو ہمنے بیان کیا ہے

یرید وا انھم اتوا بما ھو معھم کعیسیٰ علی القد جئت شیئا فریا ای عجیبا یحتمل ان یکون المراد شیئا عجیبا ویحتمل ان یکون مرادھم شیئا عظیما منکرا	امام رازی تفسیر کبیر مین فری کے معنی امر منکر قرار دیکر اسکی ثبوت مین اسی قول مابعد کو کہ تیرا باپ برا نہ تھا اور نہ تیری مان